روزہ اور اعتکاف



احکام و مسائل

تالیف

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

اردو ترجمہ

منصور احمد مدنی



طباعت واشاعت

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد وصناعیہ قدیم

فون: ۴۴۸۲۰۹۸- پوسٹ بکس ۱۸- ریاض ۱۱۳۵۴

مملکت سعودی عرب

أحكام الصيام وفتاوى الاعتكاف

تأليف

فضيلة الشيخ العلامة محمد بن صالح العثيمين - رحمه الله -

ترجمه إلى اللغة الأوردية

منصور أحمد المدني

تشرف بإعداد هذا الكتاب وترجمته

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات

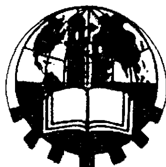
بالصناعية القديمة بالرياض

تحت إشراف

وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

- الرياض -

المملكة العربية السعودية



المكتب التعاوني للدعوة والارشاد بالصناعية القديمة

ص.ب ١٨ الرياض ١١٣٥٣ هاتف ٤٤٨٨٩٠٥ - ناسوخ : ٢٩٥٠٠٠٦

ح المكتب التعاوني للدعوة و الارشاد بالصناعية القديمة ، ١٤٢٢هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

العثيمين ، محمد بن صالح

احكام الصيام و فتاوى الاعتكاف / ترجمة منصور احمد المدني .- الرياض .

... ص ؛ .. سم

ردمك : ١- ٦٦٨ - ٣٩ - ٩٩٦٠

(النص باللغة الاوردية)

١- الصوم ٢ - الاعتكاف أ - المدني ، منصور احمد (مترجم) ب - العنو

ديوي ٢٥٢,٣ ٢٢/٣٢٦٦

رقم الإيداع : ٢٢/٣٢٦٦

ردمك : ١- ٦٦٨ - ٣٩ - ٩٩٦٠

الطبعة الأولى

١٤٢٢هـ /٢٠٠١م

عرض مترجم

الحمد لله وحده ، والصلاة والسلام على عبده ورسوله نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين ، أما بعد :

رمضان المبارک کے مہینہ میں دفتر دعوت وارشاد صناعیہ قدیم میں حاضر ہونے والے اخوان کے سوالات سن کر یہ احساس ہوا کہ وہ روزہ کے مسائل جاننے کے شدید ضرورتمند ہیں' اسی احساس کے پیش نظر میں نے اس موضوع کی بعض کتابوں پر نظر ڈالی تو عالم اسلام کی مشہور ومعروف شخصیت شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی مختصر مگر جامع کتاب (احکام الصیام و فتاویٰ الاعتکاف) اردو ترجمہ کے لئے بڑی مفید معلوم ہوئی' جس میں فاضل مؤلف نے روزہ کے مسائل کو کتاب وسنت کے دلائل کے ساتھ بڑے اچھے انداز سے بیان فرمایا ہے اور اعتکاف سے متعلق اہم فتاویٰ درج کئے ہیں۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین - رحمہ اللہ - کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں' آپ ۲۷ / رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۷ء میں صوبہ قصیم کے مشہور شہر عنیزہ میں ایک ایسے گھرانہ میں پیدا ہوئے جو علم وفضل' زہد وتقویٰ اور حسن اخلاق کی بنا پر معروف ومشہور تھا' آپ نے اپنے نانا شیخ عبدالرحمٰن آل دامغ - رحمہ اللہ - کے زیر سایہ رہ کر پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا' عنیزہ کی جامع مسجد میں شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی - رحمہ اللہ - سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور انہی سے عقیدہ' حدیث' تفسیر فقہ اور صرف ونحو وغیرہ علوم بھی پڑھے' اس کے بعد مزید

تعلیم کے لئے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز -رحمہ اللہ- کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان سے صحیح بخاری نیز شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ - رحمہ اللہ- کی کتابوں کادرس لیا۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ غیر معمولی قوت حافظہ، فہم وادراک، وسعت نظر اور گہرے علم کی بناپر عالم اسلام کے اندر بہت جلد شہرت حاصل کرلی، تعلیم و تربیت، درس و تدریس او تحقیق و تصنیف میں نمایاں خدمات کی وجہ سے اپنے ملک کا سب سے بڑا علمی اعزاز (شاہ فیصل ایوارڈ) پانے کا شرف بھی حاصل ہے۔

راقم الحروف ابھی اس کتاب کے ایک حصہ کا ترجمہ کر سکا تھا کہ ۱۶/ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ جنوری ۲۰۰۱م بروز بدھ بوقت شام چھ بجے مؤلف اس دار فانی سے کوچ کر گئے، آپ کی وفات کی خبر نہ صرف سعودی عرب بلکہ پوری دنیائے اسلام میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی اور لوگوں کی زبان پر (إنا لله و إنا إليه راجعون) کے کلمات جاری ہو گئے، آپ کی خدمات اور گرانقدر کارناموں کو چند سطور میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

اللہ سے دعاہے کہ وہ مؤلف کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اس زیر مطالعہ کتاب کو اور دیگر مولفات کو خود ان کے لئے اور ہر پڑھنے اور سننے والے کے لئے مفید بنائے، آمین۔ ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم۔

۱۴/ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ — منصور احمد مدنی

۸/ فروری ۲۰۰۱م — دفتر دعوت وارشاد صناعیہ قدیم - ریاض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على نبينا محمد ، وعلى آله وأصحابه أجمعين۔ أما بعد :

رمضان کا روزہ دین اسلام کا ایک رکن ہے' اس کی فرضیت سن ۲ ہجری میں ہوئی' جب اس کی فرضیت ہوئی تو آدمی کو اختیار تھا کہ وہ روزہ رکھے یا فدیہ ادا کرے' یعنی ہر روز کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے' پھر روزہ رکھنا متعین ہو گیا اور کسی شخص کے لئے اسے (روزہ) ترک کرنے کی رخصت نہیں رہی سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم کے اندر) معذور قرار دیا ہے۔

روزہ صرف امت محمدیہ کے لئے خاص نہیں بلکہ امت محمدیہ اور دیگر تمام امتوں کے لئے عام ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ البقره : ١٨٣۔

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ یعنی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے

سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں :

۱- پہلا فائدہ :

یہ کہ اس امت کو تسلی دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لئے روزہ کا مکلّف کیا ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے مکلّف بنائے جاچکے ہیں۔

۲-دوسرا فائدہ :

یہ کہ اس آیت میں اس امت، کی فضیلت کا بیان ہے کہ اس امت کو وہ فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری امتوں کو نہیں حاصل تھیں۔

اس کے بعد یہ جانتے چلیں کہ روزہ یہ ہے کہ انسان اپنی محبوب چیز کو استعمال کرنے سے باز رہے' اور زکاۃ یہ ہے کہ انسان اپنی محبوب چیز کو خرچ کرے' اور نماز ایک جسمانی عمل اور کاوش ہے' اس طرح ارکان

خمسہ تکلیف کے تمام انواع کو شامل ہیں۔

روزے کی حکمت یہ نہیں ہے کہ انسان اپنے آپ کو کھانے پینے اور نکاح (جماع) سے روکے رکھے بلکہ اس کی حکمت یہ ہے کہ جس کی طرف اللہ نے اپنے فرمان: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ میں اشارہ کیا ہے اور جس کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد گرامی میں اشارہ کیا:

(من لم يدع قول الزور والعمل به والجهل فليس لله حاجة في أن يدع طعامه وشرابه)

جو شخص جھوٹ بولنے اور اس پر عمل کرنے سے اور جہالت سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پانی چھوڑ دے۔

لہٰذا جس شخص کو اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے محفوظ نہ رکھ سکے اس کا روزہ ناقص ہے اور اس سے روزہ کی حکمت فوت ہو گئی۔ اسی طرح جو شخص جھوٹ بولنے اور اس پر عمل کرنے سے اور جہالت ونادانی سے باز نہ آئے تو اس کا روزہ بھی ناقص ہے اور اس سے روزہ کی حکمت فوت ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی (من لم یدع قول الزور)- یعنی جو شخص کذب بیانی ترک نہ کرے- سے مراد ہر طرح کی حرام بات ہے اور (والعمل به) -یعنی جھوٹی باتوں پر عمل کرنے- سے مراد ہر حرام کام ہے اور (والجهل) سے مراد لوگوں پر ظلم وزیادتی کرنا اور صبر وتحمل سے کام نہ لینا ہے۔

جیسا کہ شاعر نے کہا ہے :

ألا لا يجهلن أحد علينا

فنجهل فوق جهل الجاهلينا

خبردار ہم سے کوئی جہالت نہ کرے۔ ورنہ ہم تمام جاہلوں سے بڑھ کر جہالت کریں گے۔

یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ آدمی پر روزہ فرض ہونے کی چھ شرطیں ہیں :

پہلی شرط : اسلام :

اسلام کی ضد کفر ہے' لہٰذا کافر پر روزہ لازم نہیں ہے یعنی ہم کافر کو روزہ رکھنے کا پابند نہیں بنائیں گے' اس لئے کہ وہ عبادتوں کے لائق

نہیں ہے اگر وہ روزہ رکھ لے تو بھی اس کا روزہ مقبول نہ ہو گا' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

﴿وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ الفرقان : ۲۳۔

اور انھوں نے جو جو اعمال کیئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذرّوں کی طرح کر دیا۔

نیز فرمایا :

﴿وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ﴾ التوبہ : ۵۴۔

کوئی سبب ان کے خرچ کی قبولیت کے نہ ہونے کا اس کے سوا نہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

اسی طرح اگر آدمی نماز نہ پڑھتا ہو تو اس کا روزہ بھی صحیح نہیں اور نہ ہی اس سے روزہ قبول کیا جائے گا' کیونکہ بے نمازی کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کافر کی عبادت قبول نہیں فرماتا ہے۔

دوسری شرط : عقل :

اس کی ضد جنون (پاگل پن) ہے ' لہذا مجنون (پاگل شخص) پر روزہ فرض نہیں ' کیونکہ روزہ کی درستگی کے لئے نیت شرط ہے اور مجنون نیت کا اہل نہیں ' اس لئے کہ وہ عقل و شعور نہیں رکھتا ہے اور حدیث میں ہے :

(رفع القلم عن ثلاثة ، عن النائم حتى يستيقظ وعن الصغير حتى يبلغ وعن المجنون حتى يفيق)

یعنی تین طرح کے لوگ مرفوع القلم ہیں : ۱- سونے والا ' یہاں تک کہ بیدار ہو جائے ' ۲- بچہ ' یہاں تک کہ بلوغت کو پہنچ جائے ' ۳- مجنون ' یہاں تک کہ اس کے ہوش و حواس درست ہو جائیں۔

اور مجنون ہی کے حکم میں وہ شخص بھی ہے جس کی عقل کبرسنی کی وجہ سے چلی گئی ہو ' اس لئے کہ جب انسان سن رسیدہ ہو جاتا ہے تو بسا اوقات اس کی عقل چلی جاتی ہے ' یہاں تک کہ وہ رات اور دن اور دور اور نزدیک میں بھی تمیز نہیں کر پاتا ہے ' اور اس کی حالت ایک بچہ سے بھی گئی گذری ہو جاتی ہے ' لہذا جب انسان عمر کے اس مرحلہ کو پہنچ

جائے تو اس کے لئے روزہ رکھنا ضروری نہیں، جس طرح کہ اس کے لئے نماز اور طہارت ضروری نہیں رہ جاتی ہے۔

تیسری شرط: بلوغت:

اس کی ضد کم سنی ہے، مذکر (مرد) کی بلوغت کی پہچان تین علامتوں میں سے کسی ایک سے ہوتی ہے، اور مؤنث (عورت) کی بلوغت کی پہچان چار علامتوں میں سے کسی ایک سے ہوتی ہے:

پہلی علامت: پندرہ سال کا پورا ہونا۔

دوسری علامت: زیر ناف بال کا اگنا۔

تیسری علامت: بشہوت منی کا نکلنا خواہ خواب کی حالت میں ہو یا حالت بیداری میں۔

جب ان تین علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر ہو جائے تو انسان بالغ ہو جاتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت۔

اور عورت کے بلوغت کی پہچان ایک چوتھی علامت سے بھی ہوتی ہے اور وہ ہے دم حیض کا آنا، جب عورت کو دم حیض آنے لگے تو وہ بالغ ہو گئی، یہاں تک کہ اگر اسے دس سال کی عمر ہی میں دم حیض کا آنا شروع

ہو گیا تب بھی وہ بلوغت کو پہنچ گئی اور اس کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہو گیا۔

یہاں اس مسئلہ پر متنبہ کر دینا چاہتا ہوں جو بہت سے لوگوں پر مخفی ہے' وہ یہ کہ جب عورت کم عمری میں بالغ ہو جاتی ہے تو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے لئے عبادتیں ضروری نہیں ہیں' اس لئے کہ وہ ابھی کمسن ہے' حالانکہ یہ غلط بات ہے' اگر اسے دس سال کی عمر میں ہی حیض آنے لگے تو اس پر وہ تمام امور واجب ہو جاتے ہیں جو تیس سال کی عورت پر واجب ہوتے ہیں' بعض عورتیں کم عمری میں بلوغت کو پہنچ جاتی ہیں اور اس بات کو اپنے گھر والوں سے شرم وحیاء کی وجہ سے پوشیدہ رکھتی ہیں اور روزہ نہیں رکھتیں یا ایام حیض میں بھی روزہ رکھنے لگتی ہیں' حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں' ایسی عورت پر واجب ہے کہ جو روزے اس نے چھوڑ دیئے ہیں انہیں رکھے اور جو روزے اس نے دوران حیض رکھے ہیں ان کا اعادہ کرے۔

چوتھی شرط : طاقت :

اس کی ضد عجز و بے بسی ہے' روزہ کی طاقت و ہمت نہ ہونے کی دو

قسمیں ہیں :

۱- وقتی طور پر طاقت نہ رکھنا، جیسے کہ کوئی عام بیماری ہو جس سے شفایابی کی امید ہو۔

۲- دائمی عجز و بے بسی، جس کے ختم ہونے کی امید نہ ہو جیسے کوئی ایسی بیماری ہو جس سے شفایابی کی امید نہ ہو، مثلاً کینسر کا مرض اور پیرانہ سالی، اس لئے کہ پیرانہ سالی کبھی ختم نہیں ہو سکتی، کیونکہ سن رسیدہ شخص کا پھر جوان ہونا ممکن نہیں ہے، اس قسم کی عجز و بے بسی میں آدمی پر روزہ واجب نہیں ہے اس لئے کہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا ہے، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، اگر مہینہ انتیس (۲۹) دن کا ہے تو انتیس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر مہینہ تیس (۳۰) دن کا ہے تو تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

کھانا کھلانے کی دو صورتیں ہیں :

پہلی صورت : یہ ہے کہ ماہ رمضان کے دنوں کی تعداد میں مہینہ کے آخر میں مساکین کو دعوت دے اور انہیں دوپہر یا شام کا کھانا کھلائے۔

دوسری صورت : یہ ہے کہ انہیں اناج اور گوشت دیدے، اناج کے

ساتھ سالن بھی ہو' اور اس اناج کی مقدار ایک چوتھائی صاع (۱/۴ صاع) ہے کیونکہ صاع عہد نبوی میں چار مد کا ہوتا تھا اور صاع کا تعین کیا گیا تو اس کی مقدار دو کلو چالیس گرام پہنچی' اس طرح ہر مسکین کو آدھا کلو اور دس گرام (یعنی پانچ سو دس گرام) کھانا دیا جائے گا' یہی واجب مقدار ہے' لیکن احتیاط کے طور پر انسان اس سے زیادہ دیدے تو کوئی حرج نہیں۔

عجز کی دوسری قسم وقتی عجز ہے' جس کے زائل ہونے کی امید ہوتی ہے' جیسے عام بیماری زکام اور بخار وغیرہ' ایسی صورت میں اس پر واجب یہ ہے کہ جن دنوں کا اس نے روزہ نہیں رکھا ہے اتنے دنوں کی قضا کرے' یعنی عذر ختم ہونے کے بعد روزہ رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ البقرہ: ۱۸۵۔

ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیئے۔

لہٰذا یہ مریض جس کی بیماری سے شفایابی کی امید ہے اس سے ہم کہیں

گے کہ اگر اس پر روزہ شاق گذرے تو وہ روزہ توڑ دے اور بعد میں اس کی قضا کر لے۔

پانچویں شرط : اقامت (مقیم ہونا) :

اس کی ضد سفر ہے (سفر میں ہونا ہے) لہٰذا مذکورہ آیت کی وجہ سے مسافر پر روزہ لازم نہیں ہے' بلکہ اس کے لئے افضل وہ کام ہے جو اس کے حق میں آسان تر ہو' اگر اس کے حق میں آسان تر روزہ توڑنا ہو تو وہ روزہ توڑ دے' اور اگر روزہ رکھنا اور توڑنا دونوں برابر ہو تو اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ روزہ رکھنا افضل ہے یا توڑنا' اور راجح مسلک یہ ہے کہ روزہ رکھنا افضل ہے کیونکہ یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے' اس لئے کہ آپ روزہ رکھتے تھے' اور جب آپ سے یہ کہا گیا کہ لوگوں پر روزہ شاق گذر رہا ہے اور وہ آپ کے فعل کا انتظار کر رہے ہیں تو اس وقت آپ نے روزہ توڑ دیا' نیز اس لئے بھی کہ ایسی صورت میں آدمی جلد بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ انسان کے لئے زیادہ سہل ہے کیونکہ دیکھنے میں یہ بات آتی ہے کہ جب انسان پر کسی چیز کی قضا واجب ہوتی ہے تو

اس کے لئے یہ قضاد شوار گذار ہوتی ہے' یہاں تک کہ بعض لوگوں پر رمضان کے صرف ایک روزہ کی قضا ہوتی ہے اس کے باوجود وہ ٹال مٹول کرتے ہیں اور شعبان کے آخر میں اس کو قضا کرپاتے ہیں' لیکن اگر وہ لوگوں کے ساتھ ہی روزہ رکھ لے تو اسے کوئی دشواری نہیں ہوتی ہے۔

یہاں میں ایک سوال اٹھاتا ہوں ! آدمی عمرہ کرنے کے لئے آئے اور مکہ میں ہو تو کیا وہ روزہ توڑ دے گا ؟ یا نہیں ؟

جواب : اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب وہ (معتمر) سفر میں ہو -اور وہ سفر ہی میں ہے- تو اس کے لئے روزہ توڑنا (نہ رکھنا) جائز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سن ۸ ہجری میں مکہ فتح کیا' انیس یا بیس رمضان کو مکہ میں داخل ہوئے اور مہینہ کا باقی حصہ وہیں پر گذارا اور روزہ نہیں رکھا' جیسا کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی مہینہ روزہ نہیں رکھا اور مکہ میں انیس دن گذارے اور نماز قصر کرتے رہے' اسی لئے ہم مکہ میں ایسے لوگوں کو پاتے ہیں جن پر عمرہ کی ادائیگی کی وجہ سے روزہ بہت شاق گذرتا ہے' یہاں تک کہ ہم نے بعض لوگوں کو بیہوش ہونے کے قریب دیکھا ہے' لہٰذا ہم ایسے شخص سے یہی کہیں

گے کہ روزہ توڑ دو کیونکہ تم سفر میں ہو۔

پھر اگر ہم سے کوئی سوال کرے! کیا افضل یہ ہے کہ آدمی جب دن میں مکہ پہنچے تو روزہ کی حالت میں باقی رہے اور عمرہ کو رات تک مؤخر کردے؟ یا افضل یہ ہے کہ روزہ توڑ دے تا کہ پہنچتے ہی دن میں عمرہ ادا کرلے؟

جواب : تو اس کا جواب یہ ہے کہ افضل دوسری صورت ہے، یعنی روزہ توڑ دے تا کہ عمرہ کی ادائیگی جلد کر سکے کیونکہ اس کے مکہ آنے کا مقصود اصلی عمرہ ہی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ ہی کے لئے جلدی کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی سواری (اونٹنی) کو مسجد کے دروازہ ہی پر بٹھا دیتے اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مسجد میں داخل ہو جاتے تھے۔

چھٹی شرط : موانع سے خالی ہونا :

یہ شرط عورت کے ساتھ خاص ہے بایں طور کہ وہ حیض اور نفاس کی حالت میں نہ ہو کیونکہ حیض اور نفاس روزہ کی صحت سے مانع ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت کے بارے میں فرمایا :

(أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم)

کیا ایسی بات نہیں ہے کہ جب عورت حالت حیض میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔

اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حائضہ عورت کا روزہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس پر روزہ رکھنا حرام ہے' اور یہی حکم نفاس والی عورت کا بھی ہے۔

روزہ کا وقت :

روزہ کا وقت طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہے' اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

﴿فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ البقرہ : ۱۸۷۔

اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے' تم کھاتے پیتے رہو' یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے' پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔

دوسری دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے :

(کلوا واشربوا حتی تسمعوا أذان ابن أم مکتوم فإنه لا يؤذن حتى يطلع الفجر)

کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سنو کیونکہ وہ اذان نہیں دیتے تا آنکہ فجر طلوع ہو جائے۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(إذا أقبل الليل من هاهنا وأشار إلى المشرق وأدبر النهار من هاهنا وأشار إلى المغرب وغربت الشمس فقد أفطر الصائم)

جب رات یہاں سے آجائے اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اور دن یہاں سے چلا جائے اور آپ نے مغرب کی طرف اشارہ فرمایا' اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت ہو گیا۔

روزہ توڑنے والی چیزیں :

۱- کھانا ۲- پینا ۳- جماع کرنا :

ان تینوں چیزوں کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے :

﴿فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ البقرہ : ۱۸۷۔

اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔

کھانے پینے والی چیزیں خواہ فائدہ مند ہوں یا نقصان دہ، حرام ہوں یا حلال اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص تسبیح کا دانہ نگل جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اس لئے کہ اس نے کھایا، اور اگر کوئی شخص بیڑی سگریٹ پی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس نے

پیا' نیز اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہے کہ کھانا یا پینا منہ کے راستہ سے ہو یا ناک کے راستہ سے' اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لقیط بن صبرہ سے فرمایا:

(بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائماً)

استنشاق (ناک میں پانی چڑھانے) میں مبالغہ کرو سوائے اس صورت کے کہ تم روزے سے ہو۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے جو کھانا یا پانی ناک کے راستہ سے اندر جائے اس کا وہی حکم ہے جو منہ کے ذریعہ اندر جانے کا ہے۔

چوتھی چیز جو کھانے اور پینے کے ہم معنی (قائم مقام) ہے:

مثال کے طور پر طاقت کا انجکشن جو کہ کھانے پینے کا کام کرتا ہے' اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾

الحدید: ۲۵۔

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے

ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔

نیز فرمایا:

﴿اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ﴾ الشوریٰ: ۱۷۔

اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے اور ترازو بھی (اتاری ہے)۔

میزان وہ پیمانہ ہے جس کے ذریعہ چیزوں کو تولا جاتا ہے اور ان کے درمیان موازنہ کیا جاتا ہے' اور جب ہم اس انجکشن کے درمیان جس کے ذریعہ کھانے پینے سے مستغنی ہوا جا سکتا ہے اور کھانے پینے کے درمیان موازنہ کرتے ہیں تو دونوں حکم میں برابر ہوتے ہیں' لہذا یہ کہنا کہ طاقت کے انجکشن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قیاس پر مبنی ہے' یعنی اس کو کھانے اور پینے پر قیاس کیا گیا ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ قیاس تام نہیں (ناقص ہے) اس لئے کہ طاقت کے انجکشن اور کھانے پینے کے درمیان بہت بڑا فرق ہے'

کیونکہ کھانے اور پینے سے طاقت کے انجکشن کے بہ نسبت زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے' نیز کھانے پینے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ طاقت کے انجکشن سے نہیں حاصل ہوتی۔

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: (بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائماً) استنشاق میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ روزہ توڑنے والی چیز کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ اس سے آدمی لذت محسوس کرے' کیونکہ جو چیز انجکشن کے ذریعہ پیٹ تک پہنچتی ہے اس سے وہی لذت حاصل ہوتی ہے جو منہ کے راستہ سے پہنچنے والی چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قیاس تام ہے (ناقص نہیں ہے) اور جو انجکشن کھانے پینے کا کام کرتا ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' نیز اس میں احتیاط کا پہلو بھی ملحوظ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(دع ما يريبك إلى ما لا يريبك)

یعنی شک و شبہ پیدا کرنے والی چیز کو چھوڑ دو اور بلا شک و شبہ والی

چیز کو اختیار کرلو۔

اور اس لئے بھی کہ عام طور پر انسان اس انجکشن کی اسی وقت حاجت محسوس کرتا ہے جب اسے ایسی بیماری لاحق ہوتی ہے جس میں اس کے لئے روزہ توڑنا جائز ہوتا ہے۔

پانچویں چیز روزہ دار کا بقصد وارادہ شہوت کے ساتھ منی نکالنا :

انسان بقصد وارادہ شہوت کے ساتھ منی خارج کردے تو اس کا روزہ فاسد ہوجاتا ہے' اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے :

(وفي بضع أحدكم صدقة ، قالوا : يا رسول الله أيأتي أحدنا شهوته ويكون له فيها أجر ؟ قال : أرأيتم لو وضعها في الحرام أكان عليه وزر ، فكذلك إذا وضعها في الحلال كان له أجر)

اور تم میں سے ہر ایک کی شرمگاہ میں بھی صدقہ ہے' صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرے اور اس میں بھی اس کے لئے ثواب ہو؟ آپ نے فرمایا: تم لوگوں کا کیا خیال ہے اگر اس کو حرام جگہ پر

استعمال کرتے کیا اس پر گناہ نہ ہوگا؟ پس اسی طرح جب اس نے حلال جگہ پر استعمال کیا تو اس کے لئے ثواب ہے۔

اور جو چیز شہوت کے ساتھ نکلتی ہے وہ منی ہی ہے' اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں روزہ دار کے متعلق فرمایا:

(يدع طعامه وشرابه وشهوته من أجلي)

یعنی وہ میری خاطر اپنے کھانے' پینے اور شہوت کو ترک کر دیتا ہے۔

اگر شہوت کے بغیر منی خارج ہو جائے جیسے کہ کسی آدمی کو کوئی ایسی بیماری ہو جس سے منی نکلتی ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا' اور ہمارے قول (بفعل منه) (اپنے فعل یعنی قصد و ارادہ) سے مراد یہ ہے کہ اپنے اختیار سے منی نکالے' اگر اپنے اختیار سے منی نہیں نکالتا ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا' جیسے کہ کوئی بہت زیادہ شہوت اور سرعت انزال والا شخص ہو کہ محض جماع کا خیال آتے ہی اس سے منی خارج ہو جائے' اس نے کسی عضو کو حرکت نہ دی ہو یعنی نہ تو اس نے اپنے ذکر (عضو خاص) کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کیا ہو اور نہ ہی زمین پر لوٹا ہو اور نہ ہی اس

کے علاوہ اور کوئی فعل کیا ہو' تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا' اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إن الله تجاوز عن أمتي ما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم))

یعنی اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دل میں جو خیال پیدا ہوتا ہے اس کو درگذر فرما دیا ہے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے اور اسے بیان نہ کرے۔

اور اس آدمی نے نہ کوئی عمل کیا اور نہ ہی زبان سے کوئی بات نکالی۔

چھٹی چیز: جان بوجھ کر قے کرنا:

اگر آدمی جان بوجھ کر (قصداً) قے کرے یعنی اپنے معدہ سے کھانا نکال دے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا' اور اگر اس کے ارادہ کے بغیر ہی اسے قے ہوگئی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا' اس کی دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من ذرعه القيء فلا قضاء عليه ، ومن استقاء عمداً فليقض))

یعنی جس شخص پر قے غالب آگئی اس پر کوئی قضا نہیں، اور جس نے جان بوجھ کر قے کیا تو وہ (روزہ کی) قضاء کرے۔

یہاں ایک نظری (یعنی عقلی) دلیل بھی ہے، وہ یہ کہ قے کرنا بدن کو کمزور کر دیتا ہے کیونکہ اس سے معدہ کا کھانا پانی نکل جاتا ہے، اور جب معدہ کھانے پینے سے خالی ہو تو روزہ رکھنے سے جسم کمزور ہوتا ہے، اس لئے اللہ عزوجل کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ قے سے روزہ ٹوٹ جائے، لہذا ہم روزہ دار سے کہیں گے کہ فرض روزہ کی حالت میں قے نہ کرو اور اگر قے کے لئے مجبور ہو جاؤ تو ایسی حالت میں تمہارا روزہ ٹوٹ گیا، اور تمہارے لئے کھانا پینا جائز ہو گیا تا کہ تم جسم کی کھوئی ہوئی طاقت واپس کر سکو۔

ساتویں چیز : سینگی لگانا :

اگر روزہ دار سینگی لگوائے اور اس سے خون نکل آئے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، اس کی دلیل شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(أفطر الحاجم والمحجوم)

یعنی سینگی لگوانے والے کا اور لگانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا۔

یہاں ایک عقلی دلیل بھی ہے' وہ یہ کہ سینگی لگوانے سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے' کیونکہ سینگی لگوانے والے کا زیادہ مقدار میں خون نکل جاتا ہے اور جب زیادہ مقدار میں خون نکل جاتا ہے تو بدن کمزور ہو جاتا ہے' اور ایسے بدن پر جو خون نکلنے سے کمزور ہو گیا ہے اس پر روزہ رکھنے سے اثر پڑتا ہے' اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جو شخص واجب روزہ رکھ رہا ہو اس کے لئے سینگی لگوانا جائز نہیں ہے' اگر خون اس کے اندر اشتعال (ہیجان) پیدا کر دے اور اسے سینگی لگوانے کی حاجت پیش آجائے تو وہ سینگی لگوائے اور روزہ توڑ دے' اور کھائے پیئے تاکہ اپنی جسمانی قوت بحال کر سکے۔

سینگی لگوانے پر اس چیز کو بھی قیاس کیا جائے گا جو اس کے ہم معنی ہو جیسا کہ انسان کے جسم سے بڑی مقدار میں خون نکالنا' یہ صورت اس وقت پیش آتی ہے جب کسی دوسرے شخص کے جسم میں خون چڑھانے کے لئے انسان کے خون کی ضرورت ہوتی ہے' اس صورت میں اس کے جسم سے کثیر مقدار میں خون نکالا جاتا ہے جس سے اس کا بدن کمزور ہو جاتا ہے' اور اطباء اسے پھلوں کا جوس وغیرہ دیتے ہیں تاکہ خون نکالنے کی وجہ سے اسے جو کمزوری لاحق ہو گئی ہے وہ دور ہو جائے۔ لیکن

جو صورت سینگی لگانے سے کم تر ہو مثلاً جانچ کے لئے خون نکالنا تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے' اگرچہ یہ کام قصداً ہو۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو نکسیر پھوٹ جائے تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ خون زیادہ مقدار میں نکل جائے' کیونکہ اس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

آٹھویں چیز : حیض ونفاس کا خون آنا :

روزہ کی حالت میں اگر عورت کو حیض آجائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا' اگرچہ غروب آفتاب میں صرف پانچ منٹ باقی ہو' اور اگر غروب آفتاب کے پانچ منٹ بعد اسے حیض آئے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ بہت سی عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر عورت غروب آفتاب کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے حائضہ ہو جائے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا' یہ بات صحیح نہیں' لہٰذا عورتوں کو اس مسئلہ سے آگاہ کرنا چاہیۓ' بلکہ بعض عورتیں ضرورت سے زیادہ احتیاط کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اگر عورت عشاء کی نماز سے پہلے حائضہ ہو جائے تو اس کا اس دن کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور یہ بات پہلی بات سے بھی زیادہ غلط ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ اگر عورت کا حیض منتقل ہو جائے اور اسے خون کے حرکت کرنے کا احساس بھی ہو لیکن وہ غروب آفتاب کے بعد باہر نکلتا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور خون کے منتقل ہونے کا اعتبار نہیں ہے' یہاں تک کہ باہر نکل آئے' اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ مرد جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے وہی عورت بھی خواب میں دیکھے تو کیا اس پر غسل واجب ہے ؟ آپ نے فرمایا : ہاں' جب وہ پانی (منی) دیکھ لے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جن چیزوں کے نکلنے (خارج ہونے) سے غسل واجب ہو جاتا ہے یا روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان کے لئے نکلنا (خارج ہو جانا) اور دکھائی دینا ضروری ہے۔

روزہ توڑنے والی چیزوں سے روزہ ٹوٹنے کی شرائط :

روزہ توڑنے والی مذکورہ بالا چیزوں سے تین شرائط کے ساتھ ہی روزہ ٹوٹتا ہے :

۱۔علم

۲۔یادداشت

۳۔ارادہ

پہلی شرط : علم (واقف ہونا)

اس کی ضد جہالت (ناواقفیت) ہے' لہٰذا ناواقف شخص روزہ توڑنے والی ان چیزوں کو تناول کرلے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا' خواہ اسے حکم کی ناواقفیت ہو' جیسے یہ سمجھتا ہو کہ اس چیز سے روزہ نہیں ٹوٹتا' مثلاً آدمی سینگی لگوائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

یا اسے احوال کی ناواقفیت ہو' جیسے کہ یہ گمان کرے کہ یہ وقت کھانے پینے کا وقت ہے' مثلاً یہ سمجھ کر کھالے کہ صبح صادق طلوع نہیں ہوئی ہے' اس نے گھڑی میں دیکھا تو تین بجکر بیس منٹ ہورہے تھے اور فجر کا وقت چار بجکر بیس منٹ پر ہے' پھر اس نے کھانا پینا شروع کردیا اور درحقیقت اس کی گھڑی پورے ایک گھنٹہ پیچھے تھی اور اسے پتہ چلا کہ اس وقت چار بجکر بیس منٹ ہورہے ہیں یعنی صبح صادق طلوع ہو چکی ہے' تو یہ شخص موجودہ حالت سے ناواقف ہے لہٰذا اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا' اسی طرح اگر کسی شخص نے دن کے آخری حصہ میں اللہ اکبر کی آواز سنی اور سمجھا کہ یہ موذن کی آواز ہے اور یہ گمان کرتے ہوئے کہ سورج غروب ہوگیا ہے اس نے افطار کرلیا پھر اسے پتہ چلا کہ سورج غروب

نہیں ہوا ہے' تو اس صورت میں اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

دوسری شرط :یادداشت :

اس کی ضد نسیان (بھول چوک) ہے پس اگر کوئی شخص بھول جائے کہ وہ روزہ سے ہے اور کھاپی لے یا اپنی عورت سے جماع کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے اس لئے کہ روزہ ٹوٹنے کے لئے یادداشت کا ہونا شرط ہے' علم اور یادداشت کی شرط لگانے کی اور اس بات کی بھول جانے والے اور ناواقف شخص کا روزہ فاسد نہیں ہوتا' اس کی دلیل دو طرح کی ہے :

۱-عام دلیل

۲-خاص دلیل

۱-عام دلیل :

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

﴿رَبَّنَا لا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ البقرہ :۲۸۶۔

ہمارے رب !اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا۔

نیز اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ الأحزاب: ۵۔

تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو۔

خاص دلیل:

نسیان (بھول چوک) کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث میں فرمایا:

(من نسي وهو صائم فأكل أو شرب فليتم صومه فإنما أطعمه الله وسقاه)

جس شخص نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

یہ حدیث صریح نص ہے کہ روزہ فاسد نہیں ہوتا اور صرف کھانے پینے کا ذکر کرنا اس کے علاوہ دوسری چیزوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ ان کا ذکر مثال کے طور پر کیا گیا ہے۔

حکم سے ناواقفیت کی دلیل :

اس کی دلیل عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب انہوں نے روزہ رکھنا چاہا تو دو رسیاں ایک کالی اور دوسری سفید اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیں اور کھانے پینے لگے اور دونوں رسیوں کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ سفید رسی کالی رسی سے ظاہر و باہر ہوگئی' جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(إن وسادك لعريض أن وسع الخيط الأبيض والأسود ثم قال : إنما ذلك بياض النهار وسواد الليل)

یعنی تمہارا تکیہ تو بہت وسیع و عریض ہے کہ اس میں خیط ابیض اور خیط اسود دونوں سما گیا' پھر آپ نے فرمایا اس سے مراد صبح کی سفیدی اور رات کی تاریکی ہے' اور ان کو (عدی بن حاتم کو) قضاء کا حکم نہیں دیا کیونکہ انہیں حکم کی جان کاری نہیں تھی۔

احوال سے ناواقفیت کی خاص دلیل :

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جس کو امام بخاری نے

روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں :

(أفطرنا في يوم غيم على عهد النبي صلى الله عليه وسلم ، ثم طلعت الشمس)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ابر آلود دن میں ہم نے افطار کر لیا' پھر سورج طلوع (ظاہر) ہو گیا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قضاء کا حکم نہیں دیا اس لئے کہ اگر انہیں قضاء کا حکم دیا ہوتا تو ہم تک ضرور نقل کیا جاتا کیونکہ قضاء امور شریعت میں سے ہے اور امور شریعت کا نقل کیا جانا اور محفوظ ہونا ضروری ہے اور جب یہ بات نہیں نقل کی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قضاء کا حکم دیا تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا' اور جب انہیں حکم نہیں دیا تھا تو قضاء واجب نہیں' اس لئے کہ اگر واجب ہوتا تو آپ انہیں اس کا حکم ضرور دیتے۔

تیسری شرط : ارادہ ہے :

روزہ توڑنے والی ان چیزوں سے آدمی بغیر اختیار کے (غیر اختیاری طور پر) دوچار ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے' چنانچہ اگر اسے روزہ کی

حالت میں احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے' کیونکہ اس میں اس کا کوئی اختیار (دخل) نہیں' اور اگر کوئی آدمی وضو کرے اور کلی کرتے وقت کچھ پانی اس کے پیٹ میں چلا جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے اس لئے کہ اس نے قصداً ایسا نہیں کیا ہے' اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے :

﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ الأحزاب : ۵۔

تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو۔

اور اس شخص نے ارادہ سے ایسا نہیں کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی :

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ النحل : ۱۰۶۔

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس

پر صبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر بر قرار ہو' مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ جب انسان کو جبراً کفر کرنے میں معذور سمجھا گیا ہے تو کفر سے کمتر چیز میں بدرجہ اولٰی معذور سمجھا جائے گا۔

قصداً روزہ توڑنا :

اگر انسان سابقہ شروط کے پائے جانے کے باوجود یعنی جان بوجھ کر یادداشت کے ہوتے ہوئے اختیاری طور پر روزہ توڑ دے تو اس پر چار امور مرتب ہوتے ہیں :

اولاً : وہ گنہگار ہوتا ہے اگر روزہ واجب ہو۔

ثانیا : روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

ثالثا : اگر رمضان کے مہینہ میں روزہ توڑا ہے تو اس دن کھانے پینے سے رکنا ضروری ہے۔

رابعا : اگر روزہ واجب تھا تو اس کو قضاء کرنا ہوگا اور اگر نفلی روزہ ہو تو

روزہ فاسد ہو جانے کے علاوہ اس پر اور کوئی چیز عائد نہیں ہوتی۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں دن میں جماع کرنا :

رمضان المبارک کے مہینہ میں دن میں جماع کرنے سے ایک پانچواں حکم بھی مرتب ہوتا ہے اور وہ ہے کفارہ' لہٰذا جو شخص رمضان کے مہینہ میں دن میں جماع کر لے اور روزہ اس پر واجب ہو تو اس پر پانچ امور مرتب ہوتے ہیں :

۱- گناہ　۲- روزہ کا فاسد ہونا　۳- بقیہ دن کھانے پینے سے رکے رہنا　۴- قضاء　۵- وجوب کفارہ

یعنی کفارہ مغلظہ' اور وہ ہے ایک غلام آزاد کرنا' اور اگر غلام نہ پائے تو مسلسل دو مہینہ کا روزہ رکھنا' اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا' اور اس کی دلیل یہ ہے :

اول : گناہ :

اس کی دلیل واضح ہے کیونکہ اس نے ایک واجب روزہ کو فاسد کر دیا اور ہر وہ شخص جو واجب چیز کو فاسد کر دے وہ گنہگار ہے۔

دوم : وجوب امساک (یعنی دن کا باقی حصہ کھانے پینے سے باز رہنا)

اور یہ اس کے لئے سزا کے طور پر ہے، کیونکہ رمضان کے دن میں روزہ توڑنے والی چیزیں بغیر کسی عذر شرعی کے مباح نہیں ہیں۔

سوم : وجوب قضاء (قضاء کا واجب ہونا) :

کیونکہ اس نے ایک واجب روزہ کو فاسد کر دیا ہے، جس کی قضاء واجب ہے۔

چہارم : کفارہ :

جو شخص واجب روزہ کی حالت میں جماع کر لے اس پر کفارہ واجب ہے، اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا : اے اللہ کے رسول ! میں تو ہلاک ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (ما أهلك) ؟ تجھے کس چیز نے ہلاک کر دیا ؟ اس نے کہا میں رمضان کے دن میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی پر واقع ہو گیا (جماع کر لیا)، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا، تو اس نے جواب دیا کہ اس کے پاس اس کی طاقت نہیں ہے، پھر آپ نے اسے مسلسل دو ماہ روزہ

رکھنے کا حکم دیا، تو اس نے کہا وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، اس نے کہا وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا، پھر آدمی وہیں بیٹھ گیا، اسی اثناء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں آئیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو لے لو اور صدقہ کر دو، اس آدمی نے کہا: کیا اپنے سے زیادہ حاجت مند آدمی پر صدقہ کروں؟ اللہ کی قسم مدینہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان مجھ سے زیادہ فقیر گھر کوئی نہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اپنے اہل کو کھلا دو)۔

یہ کفارہ جیسا کہ گذر چکا اس وقت واجب ہوتا ہے جب اس پر رمضان میں روزہ واجب ہو، اگر غیر رمضان میں بحالت روزہ جماع کر لے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں، اگرچہ وہ رمضان ہی کے روزہ کی قضا کر رہا ہو۔

اور اگر رمضان کے دن میں جماع کر لے اور اس پر روزہ واجب نہیں ہے، مثلاً میاں اور بیوی سفر کر رہے ہوں اور روزہ سے ہوں پھر وہ اپنی بیوی سے رمضان میں مجامعت کر لے تو اس پر کفارہ نہیں، کیونکہ اس کے مسافر ہونے کی وجہ سے اس کے لئے روزہ توڑنا جائز ہے، نیز کفارہ

کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ روزہ واجب ہو اور مسافر کے حق میں روزہ واجب نہیں ہے۔

سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا' اسی طرح کان میں دوا (Ear Drops) ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا' اسی طرح وکس (Vicks) سونگھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے کیونکہ اس میں ایسے اجزاء نہیں پائے جاتے جو اوپر اٹھ کر پیٹ تک پہنچ جائیں۔

اسی طرح آنکھ میں دوا (Eye Drops) ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا' دھونی لینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا ہے بشرطیکہ پیٹ تک نہ پہنچے' اگر پیٹ تک پہنچ گیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا' اس لئے اس سے اجتناب بہتر ہے۔ (1)

---

(۱) راقم الحروف یہیں تک پہنچا تھا کہ ۱۶ شوال ۱۴۲۱ ہجری مطابق ۱۰ جنوری ۲۰۰۱م بروز بدھ شام چھ بجے مؤلف کتاب شیخ محمد بن صالح العثیمین دار فانی سے کوچ کر گئے' رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ (مترجم)

روزہ کے متعلق فتوے

سوال :

جو شخص ماہ رمضان کے روزہ کے وجوب کی ناواقفیت کی بنا پر بلاعذر رمضان کے چند ایام کا روزہ توڑ دیا' کیا اس پر قضا واجب ہے ؟اور جو شخص عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ لوگوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کران کے ساتھ روزہ رکھے اس کا کیا حکم ہے ؟

جواب :

جو شخص ماہ رمضان کے روزہ کے وجوب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے رمضان کے چند دنوں کا روزہ توڑ دے اس پر قضا ضروری ہے' کیونکہ آدمی کا وجوب کا علم نہ ہونا واجب کو ساقط نہیں کرسکتا' بلکہ صرف گناہ ساقط کرسکتا ہے' اس لئے اس شخص پر روزہ توڑنے کا کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اس پر قضاء واجب ہے' پھر آدمی کا اس بات سے نابلد ہونا کہ پورے رمضان کا روزہ واجب ہے درانحالیکہ وہ مسلمانوں کے درمیان رہتا ہوایک بعید بات ہے' بظاہر یہ مسئلہ فرضی معلوم ہوتا ہے' البتہ جو

شخص نیا نیا مسلمان ہوا ہو وہ بسااوقات پورے مہینہ کے روزہ سے ناواقف ہو سکتا ہے۔

دوسرے جز کا جواب کہ آدمی دوسروں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر روزہ رکھتا تھا تو بظاہر اس کا روزہ صحیح ہے اس لئے کہ وہ نیت کر کے امساک کرتا ہے، یعنی وہ اسی طرح کرتا ہے جس طرح دیگر مسلمان کرتے ہیں اور مسلمان اسے اللہ رب العزت کی عبادت کی نیت سے کرتے ہیں، لیکن ضروری ہے کہ اس کو یہ بتایا جائے کہ روزہ عبادت ہے، اور انسان کا اپنے کھانا پانی اور شہوت کا ترک کرنا خالص اللہ کے لئے ہونا ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا:

(يدع طعامه وشرابه وشهوته من أجلي)

کہ روزہ دار اپنے کھانا، پانی اور شہوت کو میری خاطر چھوڑ دیتا ہے۔

سوال:

جس شخص کا باپ غیر تسلی بخش اسباب کی بنا پر اسے اعتکاف سے روک دے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :

اعتکاف سنت ہے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے' اور سنت کی وجہ سے واجب کو ساقط نہیں کیا جا سکتا' بلکہ سنت واجب کا معارض نہیں ہو سکتا کیونکہ واجب سنت پر مقدم ہے' اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے :

(ما تقرب إلیّ عبدی بشیء أحب إلیّ مما افترضته علیه)

فرائض سے زیادہ پسندیدہ میرے نزدیک کوئی چیز نہیں جس کے ذریعہ بندہ میری قربت حاصل کرتا ہے۔

پس اگر تمہارا والد تمہیں اعتکاف سے روک دے اور ایسے امور کا ذکر کرے جس کا تقاضا یہ ہو کہ تم اعتکاف نہ کرو' کیونکہ اسے تمہاری حاجت ہے' تو اس کا میزان اس کے پاس ہے نہ کہ تمہارے پاس' کیونکہ تمہارا میزان غیر مستقیم اور غیر عادلانہ ہو سکتا ہے' اس لئے کہ تم اعتکاف کرنا چاہتے ہو اس لئے تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ کوئی وجہ جواز یا مبرر نہیں ہے اور تمہارا والد اسے وجہ جواز سمجھتا ہے' لہٰذا میری نصیحت یہ ہے کہ تم

اعتکاف نہ کرو، ہاں اگر تمہارا والد یہ کہے کہ اعتکاف نہ کرو اور اس کی کوئی وجہ ذکر نہ کرے، تو اس حالت میں تم پر لازم نہیں کہ اس کی بات مانو، کیونکہ تمہارے لئے ضروری نہیں ہے کہ کسی ایسے معاملے میں اس کی اطاعت کرو جس کے نہ کرنے سے اس کا کوئی نقصان نہ ہو اور تمہاری منفعت فوت ہو جاتی ہو۔

سوال :

معتکف اپنی اعتکاف گاہ سے کب نکلے گا؟ عید کی رات غروب آفتاب کے بعد یا عید کے دن فجر کے بعد؟

جواب :

معتکف اپنے اعتکاف گاہ سے اس وقت باہر نکلے گا جب رمضان ختم ہو جائے، اور رمضان عید کی شب غروب آفتاب کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، جس طرح کہ معتکف بیس رمضان کی شب غروب آفتاب کے ساتھ داخل ہوتا ہے، کیونکہ عشرۂ اواخر کی ابتداء بیس رمضان کی شب غروب آفتاب سے ہوتی ہے، اور عید کی شب غروب آفتاب کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔

سوال :

کیا بلغم نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ؟

جواب :

بلغم جب منہ تک نہ پہنچے تو اس سے مذہب حنبلی میں متفقہ طور پر روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر منہ تک پہنچ جائے پھر اسے نگل لے تو اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں : بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جس طرح کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح بلغم کے نگلنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، جبکہ بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ جس طرح تھوک کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اسی طرح بلغم کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ تھوک سے روزہ باطل نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اگر تھوک جمع کرلے اور اس کو نگل جائے تو بھی اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ اس کے روزہ کو فاسد کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

سوال :

کیا تین مسجدوں (مسجد حرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس) کے علاوہ دوسری مسجد میں اعتکاف جائز ہے ؟ اور اس کی کیا دلیل ہے ؟

جواب :

ان تینوں مسجدوں کے علاوہ دوسری مساجد میں بھی اعتکاف جائز ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا عام ہونا ہے :

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ البقرہ : ۱۸۷۔

اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔

اس آیت میں تمام مسلمانوں کو خطاب کیا گیا ہے' اگر ہم یہ کہیں کہ اس سے مراد صرف مساجد ثلاثہ ہیں تو اکثر مسلمان اس آیت کے مخاطب نہیں رہ جائیں گے کیونکہ اکثر مسلمان مکہ' مدینہ اور بیت المقدس کے باہر رہتے ہیں۔

اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ تمام مسجدوں میں اعتکاف جائز ہے اور اگر یہ حدیث (لا إعتكاف إلا في المساجد الثلاثة) یعنی اعتکاف صرف تین ہی مسجدوں میں ہے۔ صحیح ہے' تو اس سے مراد یہ ہے کہ سب سے کامل اور افضل اعتکاف مساجد ثلاثہ میں ہے' اور بلا شبہ ان تینوں مسجدوں

میں اعتکاف دوسری مسجدوں کے مقابلے میں افضل ہے' جس طرح کہ مساجد ثلاثہ میں نماز ادا کرنا دوسری مسجدوں سے افضل ہے۔

چنانچہ مسجد حرام میں نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے' اور مسجد نبوی کی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مسجدوں کی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔

یہ اجر و ثواب ان نمازوں کا ہے جن کو انسان مسجد میں ادا کرتا ہے جیسے کہ باجماعت فرض نماز اور کسوف کی نماز اور اسی طرح تحیۃ المسجد۔ لیکن سنن رواتب اور نوافل جس کی ادائیگی مسجد کے ساتھ مقید نہیں تو اس کو گھر میں ادا کرنا افضل ہے' اسی لئے ہم مکہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ تمہارا سنن رواتب کا گھر میں ادا کرنا مسجد حرام میں ادا کرنے سے بہتر ہے' اور یہی بات مدینہ کے بارے میں بھی ہے' اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اندر فرمایا:

(أفضل صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة)

کہ آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا سب سے بہتر ہے سوائے فرض نماز کے۔

اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوافل اپنے گھر میں ہی پڑھتے تھے۔
البتہ نماز تراویح ان نمازوں میں سے ہے جس کی مسجد میں ادائیگی
مشروع ہے اس لئے کہ اس کے لئے جماعت مشروع ہے۔

سوال :

روزہ کی حالت میں مریض کو پائخانہ کے راستہ سے حقنہ (Anal Injection) دینے کا کیا حکم ہے ؟

جواب :

یہ حقنہ جو مریض کا قبض دور کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے' اس کے
بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے' بعض لوگ اس کی طرف گئے ہیں
کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اور ان کے قول کی اساس یہ ہے کہ جو چیز
بھی اندر چلی جائے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اور بعض لوگوں کا قول یہ
ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا' اسی کے قائل شیخ الاسلام ابن تیمیہ
رحمہ اللہ بھی ہیں' وہ کہتے ہیں کہ یہ نہ تو کھانا پینا ہے' اور نہ ہی کھانے پینے
کے ہم معنی ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ اس کے متعلق اطباء سے رائے لینی چاہئے' اگر وہ کہیں کہ یہ کھانے پینے کی طرح ہے' تو کھانے پینے کے ساتھ اس کا الحاق کرنا ضروری ہے' اور اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا' اور اگر کہیں کہ اس سے جسم کو وہ چیز نہیں حاصل ہوتی ہے جو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے' تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال :

کیا معتکف کا مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ٹیلیفون سے رابطہ کرنا صحیح ہے؟

جواب :

معتکف کے لئے مسلمانوں کے بعض حوائج کو پورا کرنے کے لئے ٹیلیفون کرنا جائز ہے' بشرطیکہ ٹیلیفون اس مسجد کے اندر ہو جہاں وہ معتکف ہے' کیونکہ اس صورت میں اسے مسجد سے نہیں نکلنا پڑا' لیکن اگر ٹیلیفون مسجد سے باہر ہو تو وہ اس کام کے لئے نہیں نکلے گا' اور اگر مسلمانوں کے حوائج کو پورا کرنا اس کے ذمہ ہے تو وہ اعتکاف نہ کرے' کیونکہ مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کرنا اعتکاف سے اہم ہے اس لئے

کہ اس کا فائدہ عام ہے (یعنی بہت سے لوگوں کو پہنچتا ہے) اور عام منفعت محدود منفعت سے اہم ہے' الا یہ کہ محدود منفعت اسلام کے مہمات اور واجبات میں سے ہو۔

سوال :

ایک آدمی کے دو بیٹے ہیں' جنہیں ایسی بیماری لاحق ہے کہ شفاء کی امید نہیں ہے اور اس سے پہلے ان دونوں نے روزہ نہیں رکھا ہے' تو اس آدمی کے حق میں دونوں بیٹوں کے تئیں کیا فرض بنتا ہے؟ اور ان دونوں کے لئے نماز پڑھنے کی کیا کیفیت ہو گی؟

جواب :

جس مریض کے مرض کے ختم ہونے کی امید نہ ہو اس پر روزہ لازم نہیں' کیونکہ وہ معذور ہے' البتہ اگر وہ عاقل اور بالغ ہے تو اس کے اوپر یہ لازم ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

کھانا کھلانے کی دو کیفیت ہے: پہلی یہ کہ دوپہر یا شام کا کھانا تیار کرائے اور جتنے دنوں کے روزے اس پر واجب ہیں اسی تعداد میں مساکین کو دعوت طعام دے' جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کبرسنی

کی حالت میں کرتے تھے۔ دوسری کیفیت یہ ہے کہ وہ کھانا (غلہ) تقسیم کر دے اور مسکین خود پکا لے اور اس کھانا (غلہ) کی مقدار ایک مد گیہوں یا چاول ہے' اور مد کا اعتبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے ہے' اور اس کا پیمانہ ایک چوتھائی صاع نبوی ہے' اور ایک صاع نبوی دو کلو چالیس گرام کا ہوتا ہے' لہٰذا ایک مد آدھا کلو دس گرام (510 gr) ہوگا' بس آدمی اسی مقدار میں چاول یا گیہوں کھلائے گا اور اس کے ساتھ گوشت اور سالن بھی شامل رہنا چاہئے۔

جہاں تک گذشتہ روزہ کا تعلق ہے تو اس کے عوض بھی وہ کھانا کھلائے گا' لیکن جہاں تک نماز کی بات ہے تو ان دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حسب استطاعت نماز پڑھیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

(صل قائماً فإن لم تستطع فقاعداً فان لم تستطع فعلی جنب)

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر اس کی استطاعت نہیں ہے' تو بیٹھ کر اور اگر اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے' تو پہلو پر نماز پڑھو۔

سوال :

ایک شخص ابہا سے (سعودی عرب کے ایک شہر کا نام ہے) رات کے وقت مکہ آیا' اور صبح کے وقت شیطان نے وسوسہ پیدا کیا' تو اس نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا' اس کا کیا حکم ہے ؟

جواب :

یہ آدمی اور اس کی بیوی عمرہ کے لئے آئے' اور دونوں نے رات میں عمرہ ادا کیا' اور صبح روزہ سے تھے' اور اسی دن روزہ کی حالت میں اس آدمی نے اپنی بیوی سے ہمبستری کر لیا' اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اس آدمی پر اس دن کی قضاء کے علاوہ کچھ نہیں ہے' نہ تو اس پر گناہ ہے اور نہ ہی کفارہ' اس پر صرف اس دن کی قضاء ہے' کیونکہ مسافر کے لئے روزہ توڑنا جائز ہے' خواہ وہ کھا پی کر توڑے یا جماع کر کے' اس لئے کہ مسافر کا روزہ (دوران سفر) اس پر واجب نہیں ہے' جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ البقرہ : ۱۸۴۔

لیکن تم سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو

پورا کر لے۔

لہٰذا میں مکہ میں مفتی صاحبان سے چاہوں گا کہ جب کوئی سائل یہ سوال کرنے کے لئے آئے، کہ اس نے اپنی بیوی سے روزہ کی حالت میں جماع کر لیا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ تو مناسب یہ ہے کہ ہم اس سے پوری تفصیل معلوم کریں اور اس سے کہیں: کہ تو مسافر ہے کہ نہیں؟ اگر کہے کہ وہ مسافر ہے، تو ہم کہیں کہ تجھ پر صرف قضاء ہے، لیکن اگر وہ اپنے شہر میں رمضان کے دن اپنی بیوی سے جماع کر لے روزہ کی حالت میں تو اس پر یہ امور مرتب ہوتے ہیں:

۱۔ روزہ کا فاسد ہونا۔

۲۔ بقیہ دن کچھ کھانے پینے سے اجتناب کرنا۔

۳۔ اس دن کی قضاء

۴۔ گناہ۔

۵۔ کفارہ

اور کفارہ وہ ہے ایک گردن (غلام یا لونڈی) آزاد کرنا اگر وہ نہ ملے تو مسلسل دو ماہ کا روزہ رکھنا، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ

مساکین کو کھانا کھلانا۔

سوال :

چند سالوں سے کچھ لوگ سحری کھانا بند نہیں کرتے یہاں تک کہ اذان ختم ہو جاتی ہے' ان کے اس عمل کا کیا حکم ہے ؟

جواب :

نماز فجر کی اذان یا تو طلوع فجر سے پہلے ہوتی ہے یا اس کے بعد' پس اگر طلوع فجر کے بعد ہوتی ہو تو آدمی کے لئے اذان کی آواز سنتے ہی کھانے پینے سے رک جانا ضروری ہے' اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(إن بلالاً يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى تسمعوا أذان ابن أم مكتوم ، فإنه لا يؤذن حتى يطلع الفجر)

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتے ہیں' پس کھاؤ پیو' یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سن لو' کیونکہ (ابن ام مکتوم) اذان نہیں دیتے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے۔

اس لئے اگر آپ کو معلوم ہو کہ مؤذن فجر کے بعد ہی اذان دیتا ہے' تو اس کی اذان سنتے ہی کھانا پینا بند کر دو' لیکن اگر مؤذن معروف وقت کی بنا پر یا اپنی گھڑی کی بنا پر اذان دیتا ہے' تو معاملہ کچھ آسان ہے' اس بنا پر ہم اس سائل سے کہتے ہیں' کہ جو کچھ گذر چکا اس کی قضاء تم پر نہیں ہے' اس لئے کہ تمہیں یقینی بات معلوم نہیں' کہ تم نے فجر کے طلوع ہونے کے بعد کھایا ہے' لیکن مستقبل میں آدمی کے لئے مناسب یہ ہے کہ احتیاط سے کام لے اور جب مؤذن کی اذان سنے تو کھانا پینا بند کر دے۔

سوال :

ایک آدمی سو گیا' اس کے سونے کے بعد رمضان کا چاند طلوع ہونے کا اعلان کیا گیا اور اس نے رات کو روزہ کی نیت نہیں کی' اور رویت ہلال کی لا علمی کی بنا پر صبح روزہ نہیں رکھا' تو اس پر کیا واجب ہے؟

جواب :

یہ آدمی رمضان کی پہلی شب مہینہ ثابت ہونے سے پہلے ہی سو گیا' اور رات کو روزہ کی نیت نہیں کر سکا' پھر بیدار ہوا اور طلوع فجر کے بعد

اسے پتہ چلا کہ آج کا دن ماہ رمضان کا ہے، جب اسے یہ بات معلوم ہوئی تو اس پر امساک لازم ہے اور اس پر قضاء واجب ہے، یہ مسلک جمہور علماء کا ہے، اور میرے علم کی حد تک شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ نیت علم کے تابع ہوتی ہے اور اسے علم نہیں ہوا اس لئے وہ معذور ہے، پس اس نے علم ہونے کے بعد رات کو نیت کرنا ترک نہیں کیا، بلکہ وہ انجان تھا اور انجان شخص معذور ہے۔ لہٰذا جس وقت اسے علم ہوا اس نے امساک کر لیا (کھانے پینے سے رک گیا) تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اس پر قضاء نہیں ہے۔

لیکن جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اس پر امساک ضروری ہے، اور اس پر قضاء واجب ہے، اس کی علت انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ اس سے دن کا ایک حصہ بغیر نیت کے فوت ہو گیا۔

میری رائے میں اس کے حق میں احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس دن کی قضاء کر لے۔

سوال :

کیا آدمی کے لئے اذان کے بعد کھانا پینا جائز ہے ؟

جواب :

اگر مؤذن طلوع فجر کے بعد اذان دیتا ہے تو اس کے بعد کھانا پینا جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾البقره : ١٨٧۔

تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(إن بلالاً يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى تسمعوا أذان ابن أم مكتوم ، فإنه لا يؤذن حتى يطلع الفجر)

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیتے ہیں، پس کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں، کیونکہ وہ اذان نہیں دیتے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے۔

لیکن اگر مؤذن تحری کے ذریعہ اذان دیتا ہے، فجر کا مشاہدہ نہیں کرتا

تو بھی احتیاط اسی میں ہے کہ اذان سننے کے بعد نہ کھاؤ' لیکن جزم کے ساتھ یہ کہنا کہ اس کا روزہ -یعنی جو شخص اذان کے بعد کھاتا ہے جو تحری پر مبنی ہے- فاسد ہے یہ میرے بس کی بات نہیں' کیونکہ فجر اس طرح ظاہر و باہر نہیں ہوئی کہ اس کے ساتھ کھانا ممتنع ہو جائے' لیکن بلا شبہ احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ آدمی فجر کی اذان سنتے ہی کھانے پینے سے رک جائے۔

سوال :

کیا وہ شخص جو کسی مسجد میں رضاکارانہ طور پر امامت کر رہا ہو اس کے لئے حرم میں اپنے معتکف سے لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے نکلنا جائز ہے ؟

جواب :

وہ معتکف جو مسجد میں لوگوں کو تطوعاً تراویح کی نماز پڑھا رہا ہے وہ اپنے حجرۂ اعتکاف سے نہیں نکلے گا کیونکہ وہ اس مسجد کا پابند نہیں ہے' اس مسجد کے لوگ اپنے لئے کسی امام کا انتظام کر لیں' لیکن اگر آدمی سرکاری طور پر اس مسجد کے لئے متعین ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ

وہ اعتکاف کرے اور جس مسجد کی اس نے حکومت کے سامنے ذمہ داری اٹھائی ہے اسے چھوڑ دے۔

سوال :

شب قدر کی علامتیں کیا ہیں ؟

جواب :

شب قدر کی بعض علامات یہ ہیں کہ وہ ایک پر سکون رات ہوتی ہے' اور مومن کو اس سے انشراح صدر اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے' بھلائی کے کاموں میں وہ نشیط ہو جاتا ہے' اس کی صبح آفتاب صاف و شفاف طلوع ہوتا ہے' اس کی کرنیں نہیں ہوتی ہیں۔

سوال :

روزہ دار کے لئے مسواک اور خوشبو استعمال کرنے کے متعلق مذاہب اربعہ کے کیا اقوال ہیں ؟

جواب :

اس بارے میں جو صحیح بات ہے اس کا تو مجھے علم ہے' لیکن چاروں مذاہب کے بارے میں مجھے علم نہیں' صحیح بات یہ ہے کہ مسواک کرنا

روزہ دار کے لئے دن کے ابتدائی اور آخری دونوں حصہ میں سنت ہے' کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عام ہے :

(السواك مطهرة للفم مرضاة للرب)

یعنی مسواک سے منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی :

(لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل وضوء)

یعنی اگر اپنی امت کے لئے شاق نہ سمجھتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

جہاں تک خوشبو استعمال کرنے کی بات ہے' تو وہ بھی روزہ دار کے لئے دن کے اول اور آخری ہر حصہ میں جائز ہے خواہ خوشبو دھونی ہو' یا تیل ہو' یا اس کے علاوہ کوئی چیز ہو' البتہ بخور کا سونگھنا (دھونی لینا) جائز نہیں ہے کیونکہ بخور کے محسوس کئے جانے اور دیکھے جانے والے اجزاء ہوتے ہیں جن کو اگر سونگھا جائے تو ناک کے اندر تک اور پھر معدہ تک پہنچ جاتے ہیں' اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لقیط بن صبرہ سے فرمایا :

(بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائماً)

کہ ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو۔

سوال :

جس شخص نے رمضان میں کسی اجنبی لڑکی کو بوسہ دیدیا اس کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس پر قضاء ضروری ہے؟

جواب :

یہ آدمی جس نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ دیدیا' بلا شبہ اس نے روزہ کی حکمت کا لحاظ نہیں کیا' کیونکہ اس آدمی نے حرام کام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

(من لم يدع قول الزور والعمل به والجهل فليس لله حاجة أن يدع طعامه وشرابه)

کہ جو شخص حرام بات کہنا اور حرام کام کا کرنا نہ چھوڑے اور جہالت سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

اگر اس نے لڑکی کو مجبور کر کے ایسا کام کیا ہے تو اس کے حق میں

حرام کام اور جہالت دونوں جمع ہو گئے' درحقیقت اس کے روزہ کی حکمت مفقود ہے' اور بلا شبہ اس کا اجر ناقص ہے' لیکن جمہور کے نزدیک وہ روزہ فاسد نہیں ہے یعنی اس کے لئے قضاء لازم نہیں' اور سوال کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس آدمی کو جس سے ایسا فعل سرزد ہوا ہے نصیحت کرے' اور اسے اللہ سے توبہ کرنے کے لئے کہے' کیونکہ یہ حرام کام ہے اور اس کے نتیجہ میں دل مخلوق سے وابستہ ہو جائے گا' اور اللہ کا ذکر بھلا دے گا اور اس کے ذریعہ بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جائے گا۔

سوال :

ایک آدمی نے مکہ میں روزہ کی نیت کی اور حالات کے پیش نظر اسے طائف جانا پڑا وہاں اس نے ریڈیو سے مکہ کی اذان پر روزہ افطار کیا' کیا اس پر کوئی چیز ہے ؟

جواب :

جب اس نے طائف میں مکہ کی اذان پر روزہ افطار کیا تو اس کا افطار غروب آفتاب کے بعد ہوا' اور اس پر کوئی چیز نہیں ہے' کیونکہ طائف میں مکہ سے پہلے آفتاب غروب ہوتا ہے۔

سوال :

کیا معتکف کے لئے یہ درست ہے کہ وہ کسی کو پڑھائے یا کوئی درس دے ؟

جواب :

معتکف کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ مخصوص عبادتوں میں مشغول رہے، جیسے ذکر واذکار، (نفلی) نماز، قرآن کی تلاوت وغیرہ، لیکن اگر تعلیم وتعلم کی حاجت پیش آجائے تو کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ یہ بھی اللہ کے ذکر میں شامل ہے۔

سوال :

نماز میں قصر کرنے اور روزہ نہ رکھنے کے متعلق سفر کے کیا احکام ہیں ؟

جواب :

سفر رباعی (چار رکعت والی) نمازوں کی قصر کی اباحت کا ایک سبب ہے، بلکہ سفر رباعی نمازوں کو وجوباً یا استحباباً قصر کر کے دو رکعت پڑھنے کا مقتضی ہے۔

ویسے صحیح بات یہ ہے کہ قصر مستحب ہے' واجب نہیں ہے' اگرچہ کچھ نصوص ایسے ہیں جن سے بظاہر وجوب کا پتہ چلتا ہے' لیکن دوسرے ایسے نصوص بھی ہیں جو عدم وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

جس سفر میں قصر مباح ہے اور روزہ توڑنا جائز ہے' اور جوربین اور خفین پر تین دن مسح کرنے کی اجازت ہے' اس سفر کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے' بعض لوگوں نے اس کی تحدید مسافت سے کی ہے اور وہ تقریباً ۸۱ کیلو میٹر ہے' لہٰذا جب آدمی اپنے شہر سے اس مسافت کا سفر کرے یا یہ مسافت طے کرنے کا عزم کرے تو وہ مسافر ہے اور اس کے لئے سفر کی تمام رخصتیں مباح ہو گئیں۔

اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ سفر کی تحدید مسافت سے نہیں بلکہ عرف وعادت کے ذریعہ کی جائے گی' اس لئے کہ شریعت نے اس کی تحدید نہیں کی ہے' اور جس چیز کی تحدید شریعت میں وارد نہیں ہے اس کیلئے عرف وعادت کی طرف رجوع کیا جائے گا' جیساکہ شاعر کا قول ہے :

وكل ما أتى ولم يحدد
بالشرع كالحرز فبالعرف أحدد

(یعنی جس چیز کی بھی تحدید شریعت میں نہیں ہے جیسا کہ حرز'
تو اس کی تحدید عرف کی ذریعہ کرو)

بہرحال جب سفر کے احکام ثابت ہو جائیں خواہ اس کی تحدید مسافت سے ہو یا عرف عام سے ہو آدمی کے لئے سفر کے احکام بجالانا مناسب ہے' چاہے نماز قصر کرنا ہو' یا رمضان میں روزہ توڑنا ہو' یا تین دن تک موزہ پر مسح کرنا ہو' لیکن اگر مسافر کے لئے شاق نہ ہو تو روزہ رکھنا ہی افضل ہے' اور اگر شاق گذرے تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

اس مناسبت سے میں اپنے ان بھائیوں کو جو عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لاتے ہیں یہ یاددہانی کرانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ اپنا عمرہ دن ہی میں پورا کرتے ہیں حالانکہ ان پر روزہ بہت زیادہ شاق گذرتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگوں کو غشی طاری ہو جاتی ہے اور انہیں اٹھا کر لے جایا جاتا ہے' یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ ان کے حق میں مشروع یہ ہے کہ وہ روزہ توڑ دیں۔

اگر کوئی کہے : کیا افضل یہ ہے کہ میں روزہ توڑ دوں' اور جس وقت مکہ پہنچوں اسی وقت عمرہ کرلوں ؟ یا یہ افضل ہے کہ روزہ سے رہوں اور

عمرہ رات کو ادا کروں ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ افضل پہلی بات ہے یعنی یہ کہ وہ روزہ توڑ دے اور دن میں عمرہ ادا کرے ' کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کے لئے تشریف لاتے تو عمرہ کی ادائیگی کے لئے جلدی کرتے ' یہاں تک کہ آپ اونٹنی کو مسجد کے دروازہ پر ہی بٹھا دیتے اور عمرہ کی ادائیگی کرتے۔

بعض لوگ جو اس ملک میں یا دوسرے ملک میں مشقت کے باوجود روزہ رکھتے ہیں ' یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے 'لیکن شریعت خواہشات نفس پر مبنی نہیں ' بلکہ اس کی بنیاد ہدایت پر ہے ' لہٰذا مریض کا مشقت کے باوجود روزہ رکھنا یا مسافر کا مشقت کے باوجود روزہ رکھنا خلاف سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی پسند کے مخالف ہے ' کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح اسے یہ ناپسند ہے کہ اس کی نافرمانی اور معصیت کی جائے۔

منصور احمد مدنی

۱۴ / ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ

۸ / فروری ۲۰۰۱م

فہرست

ویسے صحیح بات یہ ہے کہ قصر مستحب ہے' واجب نہیں ہے' اگر چہ کچھ نصوص ایسے ہیں جن سے بظاہر وجوب کا پتہ چلتا ہے' لیکن دوسرے ایسے نصوص بھی ہیں جو عدم وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

جس سفر میں قصر مباح ہے اور روزہ توڑنا جائز ہے' اور جوربین اور خفین پر تین دن مسح کرنے کی اجازت ہے' اس سفر کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے' بعض لوگوں نے اس کی تحدید مسافت سے کی ہے اور وہ تقریباً ۸۱ کیلو میٹر ہے' لہٰذا جب آدمی اپنے شہر سے اس مسافت کا سفر کرے یا یہ مسافت طے کرنے کا عزم کرے تو وہ مسافر ہے اور اس کے لئے سفر کی تمام رخصتیں مباح ہو گئیں۔

اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ سفر کی تحدید مسافت سے نہیں بلکہ عرف وعادت کے ذریعہ کی جائے گی' اس لئے کہ شریعت نے اس کی تحدید نہیں کی ہے' اور جس چیز کی تحدید شریعت میں وارد نہیں ہے اس کیلئے عرف وعادت کی طرف رجوع کیا جائے گا' جیسا کہ شاعر کا قول ہے :

وكل ما أتى ولم يحدد

بالشرع كالحرز فبالعرف أحدد

(یعنی جس چیز کی بھی تحدید شریعت میں نہیں ہے جیساکہ حرز' تواس کی تحدید عرف کی ذریعہ کرو)

بہرحال جب سفر کے احکام ثابت ہو جائیں خواہ اس کی تحدید مسافت سے ہو یا عرف عام سے ہو آدمی کے لئے سفر کے احکام بجالانا مناسب ہے' چاہے نماز قصر کرنا ہو' یا رمضان میں روزہ توڑنا ہو' یا تین دن تک موزہ پر مسح کرنا ہو' لیکن اگر مسافر کے لئے شاق نہ ہو تو روزہ رکھنا ہی افضل ہے' اور اگر شاق گذرے تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

اس مناسبت سے میں اپنے ان بھائیوں کو جو عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لاتے ہیں یہ یاددہانی کرانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ اپنا عمرہ دن ہی میں پورا کرتے ہیں حالانکہ ان پر روزہ بہت زیادہ شاق گذرتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگوں کو غشی طاری ہو جاتی ہے اور انہیں اٹھاکر لے جایا جاتا ہے' یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ ان کے حق میں مشروع یہ ہے کہ وہ روزہ توڑ دیں۔

اگر کوئی کہے : کیا افضل یہ ہے کہ میں روزہ توڑ دوں' اور جس وقت مکہ پہنچوں اسی وقت عمرہ کرلوں ؟ یا یہ افضل ہے کہ روزہ سے رہوں اور

عمرہ رات کو ادا کروں ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ افضل پہلی بات ہے یعنی یہ کہ وہ روزہ توڑ دے اور دن میں عمرہ ادا کرے' کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کے لئے تشریف لاتے تو عمرہ کی ادائیگی کے لئے جلدی کرتے' یہاں تک کہ آپ اونٹنی کو مسجد کے دروازہ پر ہی بٹھا دیتے اور عمرہ کی ادائیگی کرتے۔

بعض لوگ جو اس ملک میں یا دوسرے ملک میں مشقت کے باوجود روزہ رکھتے ہیں' یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے' لیکن شریعت خواہشات نفس پر مبنی نہیں' بلکہ اس کی بنیاد ہدایت پر ہے' لہذا مریض کا مشقت کے باوجود روزہ رکھنا یا مسافر کا مشقت کے باوجود روزہ رکھنا خلاف سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی پسند کے مخالف ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح اسے یہ ناپسند ہے کہ اس کی نافرمانی اور معصیت کی جائے۔

۱۴ / ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ

۸ / فروری ۲۰۰۱م

منصور احمد مدنی

فہرست

أهداف المكتب :

١-دعوة غير المسلمين إلى الإسلام .

٢-تعليم المسلم الجديد أمور دينه بشكل صحيح.

٣-تقوية أواصر الأخوة بين المسلم الجديد وإخوانه ممن سبقه في الإسلام .

٤-تصحيح عقائد الوافدين .

٥-تنظيم رحلات الحج والعمرة .

أهم إنجازات المكتب :

١-تم دخول أكثر من ٢٢٤ شخص في الإسلام ولله الحمد .

٢-تم إقامة ٩٦٤ محاضرة ودرس بأكثر من خمس لغات .

٣-تم توزيع أكثر من ٢٥,٠٠٠ ألف مطوية في فضل يوم عاشوراء .

٤-تم توزيع أكثر من ٢١٥٦٢٥ كتيب بلغات مختلفة.

٥-تم توزيع ٥٥,٠٠٠ ألف نسخة من كتاب حراسة الفضيلة.

٦- تم إقامة رحلتي حج لعام ١٤٢٠/١٤٢١هـ استفاد منها ٣٢ مسلم جديد .

مع تحيات

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالصناعية القديمة

مطابع الجاسر ت : ٢٤٣٤١٥٣/٢٤١٤٣٣٣(٠١)

أهداف المكتب :

١-دعوة غير المسلمين إلى الإسلام .

٢-تعليم المسلم الجديد أمور دينه بشكل صحيح.

٣-تقوية أواصر الأخوة بين المسلم الجديد وإخوانه ممن سبقه في الإسلام .

٤-تصحيح عقائد الوافدين .

٥-تنظيم رحلات الحج والعمرة .

أهم إنجازات المكتب :

١-تم دخول أكثر من ٢٢٤ شخص في الإسلام ولله الحمد .

٢-تم إقامة ٩٦٤ محاضرة ودرس بأكثر من خمس لغات .

٣-تم توزيع أكثر من ٢٥,٠٠٠ ألف مطوية في فضل يوم عاشوراء .

٤-تم توزيع أكثر من ٢١٥٦٢٥ كتيب بلغات مختلفة.

٥-تم توزيع ٥٥,٠٠٠ ألف نسخة من كتاب حراسة الفضيلة.

٦- تم إقامة رحلتي حج لعام ١٤٢٠/١٤٢١هـ استفاد منها ٣٢ مسلم جديد .

مع تحيات

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالصناعية القديمة

مطابع الخاسر ت : ٢٤٣٤١٥٣/٢٤١٤٢٣٣(٠١)

أحكام الصيام وفتاوى الاعتكاف

تأليف

فضيلة الشيخ العلامة محمد بن صالح العثيمين - رحمه الله -

ترجمه إلى اللغة الأوردية

منصور أحمد المدني

تشرف بإعداد هذا الكتاب وترجمته

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات

بالصناعية القديمة بالرياض

تحت إشراف

وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

- الرياض -

المملكة العربية السعودية



المكتب التعاوني للدعوة والارشاد بالصناعية القديمة
ص.ب ١٨ الرياض ١١٣٥٣ هاتف ٤٤٨٨٩٠٥ - ناسوخ : ٢٩٥٠٠٠٦